اَلدَّلَائِلُ الْوَاضِحَہ

فِی اِثْبَاتِ الْفَاتِحَہ

ازافاضات عالیہ

جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ کاشف المکنونات الخنفیہ عالم ربانی عارف حقانی

سلطان الواعظین حضرت مولانا الحاج سید شاہ احمد اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ النورانی

کچھوچھہ شریف انڈیا

تزئین کار

ابو محامد الحاج آل رسول احمد کٹیہاری

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

از افاضات عالیه

جامع العلوم العقلیه والنقلیه کاشف المکنونات الخفیه عالم ربانی
عارف حقانی حضرت مولانا الحاج شاه ابو المحمود احمد اشرف صاحب
اشرفی جیلانی کچھوچھوی قدس سره النورانی

الدلائل الواضحه
فی اثبات الفاتحه

مرتبه استاذ الاساتذه فخر الحکماء حضرت مولانا مولوی حکیم سید شاه نذر اشرف
صاحب اشرفی جیلانی کچھوچھوی برادر عم زاد حضرت مصنف قدس سره السامی

مطبوعه
سمنان پریس اکبرپور فیض آباد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اخوت پناہ، فضیلت دستگاہ جامع علوم معقول و منقول حاوی فنون فروع و اصول، عزیزی و ابن عمی مولانا سید شاہ ابوالمحمود احمد اشرف ابن قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین جناب سید شاہ ابو احمد علی حسین سجادہ نشین سرکار کلاں آستانہ کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد۔ جب ۲۱ر صفر المظفر یوم یکشنبہ ۱۳۲۷ھ ہجری کو مقام ابراہیم پور ضلع بھاگلپور۔ مکان شیخ محمد شریف عالم صاحب صدیقی رئیس اعظم پر رونق افروز ہوئے۔ اور چندے حسب خواہش مریدین و معتقدین قیام فرمایا تو بصیغہ طبابت کچھ میری بھی ضرورت محسوس ہوئی۔ آخر تار پر تار، خط پر خط بھیج کر مجھ کو قصبہ جایس ضلع رائے بریلی سے اپنے پاس طلب کر لیا۔ پہونچتے ہی مجالسِ دینی و مشاغل علمی شروع ہو گئے۔ ادھر ایک طرف کثرت انعقاد محافل وعظ و مجالس میلاد خیر العباد مذاق قلبی بڑھانے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی تھی ادھر دوسری طرف جناب برادر مولانا و مقتدانا سید محمد فاخر صاحب محمدی الہ آبادی کا تشریف لاکر شریک جلسہ ہونا سونے میں سہاگہ ہو گیا۔ دونوں فاضل اجل، عالم باعمل کی صحبت

کیمیا خاصیت میں ہر وقت وہر آن طرح طرح کے تذکرے ہونے لگے ہوتے ہوتے ایک روز باہم دونوں میں مناظرہ جونپور کا جو جناب مستطاب مولانا سید شاہ سلیمان اشرف صاحب بہاری و مولوی اصغر حسین ب دیوبندی میں دربارۂ جواز فاتحہ مروجہ ہوا تھا تذکرہ ہوا چونکہ دونوں ہم زبان وہم مسلک تھے کسی کی تقریر مدلل وبرہن نہ ہوئی تھی۔ مخالفانہ تقریر کرنے کے لئے میں خود تیار ہوگیا۔ اور معترضین کے اعتراضوں کو حتے للامکان زور دار اور مضبوط لفظوں میں پیش کرنے لگا۔ دونوں محقق فاضل کے حاضر جوابی سے قلوب سامعین جس طرح مذاق علم کی دولت لوٹ رہے تھے اس کی تصویر کشی کیونکر ممکن ہے۔ ہاں اس چھان بین کی محققانہ روشنی سے مسئلۂ مذکورہ کی تاریکی جس قدر دور ہوئی ہے وہ البتہ حیطۂ تقریر میں کچھ بیش وکم آسکتی ہے لہذا بطور سوال وجواب کے اُس کا لکھنا بتقاضائے قومی ہمدردی کے مناسب سمجھتا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبول انام وپسند خاص وعام کرے۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین اباد
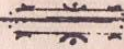
سوال (۱)

کیا اس پر اتفاق ہے کہ ہر شے کی حقیقت اباحت ہے

جواب (۱)

اگر سوال سے یہ مطلب ہے کہ باوصف موجود ہونے ان حقیقة الاشیاء فی الاصل حظر او منع او التوقف کے محض ان حقیقة الاشیاء فی الاصل اباحة سے استدلال کیوں کیا جاتا ہے۔ تو سوال قابل سماعت نہیں، اس لئے کہ آج دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں مل سکتی جس کو کسی نہ کسی چیز سے نسبت تضاد کی حاصل نہ ہو۔ جن کو بصارت کے ساتھ بصیرت بھی حاصل ہے۔ وہ ہر شے کی ضد سے اس کی معرفت پیدا کرتے ہیں اسی بنیاد پر متکلمین نے فرمایا ہے۔ الاشیاء یعرف باضدادھا اور اگر سوال سے یہ مطلب ہے، کہ فقہا کی تفقہ اور مجتہدین کے اجتہاد کا مدار کس قول پر ہے، تو عیاں راچہ بیاں، اگر مسائل شرعیہ کا استخراج قول ثانی سے نہ ہوتا تو قرآن کا اعراب احادیث کی تدوین کتابوں کی تصنیف، صرف و نحو کی تعلیم، مدارس کی بنیاد اردو بولنے والوں کا وعظ غرض صدہا مستحسنات کا استحسان دائرۂ ما یترتب علیہ الثواب سے نکل کر معصیت میں داخل ہو جاتا۔ عبادات مستحبہ میں ہلچل پڑ جاتی۔ کہ نہ نقشبندیوں میں مجاہدہ و مراقبہ کا زور ہوتا نہ چشتیوں میں عشق کا شور۔ علی ھذا القیاس مباحات کی اباحت اگر عند الشرع مامور بہ ہونے سے الگ تھلگ رہتی تو حضرت

انسان کا وجود ایک مضغہ گوشت سے زیادہ وقعت نہ رکھتا، ذری حرکت کی اور خطرِ دمنع کے غار عمیق میں ہڈی پسلی چور ہو گئی۔ معاذاللہ اسلام کیا ٹھہرا خود کشی کا ذریعہ موت کا شکنجہ ٹھہرا، اگر کوئی دشمن عقل لا یکلف اللہ نفساً الاوسعہا کے خلاف اس شکنجہ کو محل اسلام قرار دے کر قول ثانی کو در مختار میں معتزلین کا گڑھا ہوا فقرہ دکھلاتا ہے، تو کیا اس موافقت اتفاقی کا نتیجہ یہ ٹھہرے گا کہ اہلسنّت وجماعت پر اعتزال کا الزام رکھ دیا جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر رکھ دیا جائے گا تو اسلام کا موحد ہونا بھی الزام سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس لئے کہ بعض مذاہب کفر بھی توحید کی رائے پر استقلال کا حصہ رکھتے ہیں جس کی شہادت دینے پر اسلام کی کتابیں تیار ہیں میرے نزدیک اگر درمختار کی عبارت قابل اعتراض نہیں تو قابل نظر انداز ضرور ہے اس لئے کہ صاحب در مختار کی تحقیق کا اثر نہ ائمہ مجتہدین کے اجتہاد میں پایا جاتا ہے نہ حضرات مرشدین کے ارشاد میں۔ یہاں دونوں گروہوں کا شامی کی تحقیق پر عمل ہے جس نے صاف صاف امام اعظمؒ کا مذہب لکھ دیا ہے۔ کہ ان حقیقۃ الاشیاء فی الاصل اباحۃ،

سوال (۲) ———————

شرع شریف میں بدعت کس کو کہتے ہیں؟

جواب (۲) ———————

شرع شریف میں بدعت مالیس من الامر کو کہتے ہیں، جیسے

خود جناب سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم احداث یعنی بدعت سے آگاہی بخشنے کے لئے ارشاد فرماتے ہیں، من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ[1] فھو رد اور اطلاق مالیس منہ کا اُس چیز پر صحیح متصور ہوگا۔ جو مامور بہ سے خارج اور منہی عنہ کے تحت میں داخل ہو گی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ احکام شریعت کے دو قسم ہیں اوامر اور نواہی۔ اوامر کے پانچ قسم ہیں۔ فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، اور نواہی کے تین قسم ہیں۔ حرام مطلق، مکروہ تحریمی مکروہ۔ انھیں آٹھ قسموں میں تمام ملجاء بہ النبی محدود ہے۔ کوئی اس محدود سے قدم باہر نہیں رکھ سکتی۔ جس بدعت کو جناب سرور عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مالیس منہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس سے اسی محدود کا وہ حصہ مراد ہے۔ جو اقسام نواہی یعنی حرام مطلق، مکروہ تحریمی، مکروہ سے متصور، اور اقسام اوامر سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس لئے کہ اطلاق ما لیس من الامر کا اوامر پر ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جن کو حق تعالےٰ نے دولت تفقہ سے مالا مال فرمایا ہے۔ ان کو اسی حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ مالیس من الامر کو ماکان من الامر بنا لینا ردت کی نشانی ہے۔ علے ہذا القیاس اس کے برعکس یعنی ماکان من الامر کو مالیس من الامر بنا لینا جرم ردت سے بری نہیں ہو سکتا۔ اسی بنیاد پر فقہا کا فتوےٰ ہے کہ حلال کو حرام

[1] اکثر محدثین نے بجائے منہ کے فیہ روایت کیا ہے اور دونوں کا ماحصل ایک ہے۔ ۱۲ منہ

اور حرام کو حلال سمجھنا کفر اور بنا لینا ردت ہے۔ جو لوگ اس بدعت کو جس پر مالیس من الامر کا اطلاق عقلاً اور نقلاً ہرگز صحیح نہیں ہے۔ خواہ مخواہ حرام ٹھہراتے ہیں ان جرموں سے بری نہیں ہو سکتے اللہم احفظنا منہ اس مامور بہ بدعت کی حقیقت محققین کے نزدیک اقسام اوامر کے تین قسموں میں محقق ہوتے ہیں۔ اوّل وجوب ہیں اس لئے کہ وجوب کے دو قسم ہیں۔ وجوب عقلی و وجوب نقلی، کسی چیز کا شریعت میں قطعی الدلالۃ اور ظنی الثبوت یا بالعکس یعنی ظنی الدلالۃ و قطعی الثبوت ہونا وجوب نقلی ہے، جیسے علم دین کا حاصل کرنا۔ اور وجوب نقلی کا موقوف علیہ ہونا وجوب عقلی ہے۔ جیسے علم دین کے لئے علم صرف و نحو کا پڑھنا یا تکمیل دین کے لئے مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کا مقلد ہونا، دوم استحباب میں اس لئے کہ استحباب کے بھی دو قسمیں متصور ہیں۔ ایک وہ کہ جس کا ممدوح ہونا جزئی طور پر ثابت ہو دوسرے وہ کہ جزئی طور پر ثابت نہ ہو، بلکہ داخل ہو اس کلی میں جو عندالشرع ممدوح ہو، سوم اباحت میں اس قسم میں تمام معاشرات و عادات بشری داخل ہیں۔ اور ہر معاشرت اور ہر عبادت پر اس بدعت کا اطلاق صحیح ہے جو مالیس من الامر کے مفہوم سے علیحدہ اور ماکان من الامر کے معنی میں داخل ہے۔ اسی تحقیق کے موافق شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سوالات عشرہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ بدعت کے پانچ قسم ہیں، اوّل بدعت واجبہ یعنی وہ بدعت جس کا وجوب عندالقیاس ثابت ہے،

دوم بدعت مستحبہ یعنی وہ بدعت جس کا استحباب اس کلی کے ضمن میں متصور ہے جو عندالشرع ممدوح ہے۔ سوم بدعت مباحہ یعنی وہ بدعت جو محض نواہی میں داخل نہ ہونے سے مامور بہ سمجھی گئی ہے۔ چہارم بدعت مکروہہ یعنی وہ بدعت جو مکروہ سے پیدا ہے۔ پنجم بدعت محرمہ یعنی وہ بدعت جو حرام یا مکروہ تحریمی سے پیدا ہے۔ ان اقسام خمسہ سے تین قسموں یعنی بدعت واجبہ و بدعت مستحبہ و بدعت مباحہ کو اصطلاح علما میں بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ اور بدعت محرمہ و بدعت مکروہہ کو بدعت سیئہ۔

سوال (۳) ——————

کیا کل بدعتیں حرام نہیں ہیں؟

جواب (۳) ——————

جب خود سرور کائنات صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کل بدعۃ ضلالۃ کے کلیہ کو ارشاد فرمایا ہے۔ تو کسی مسلمان کو کل بدعتوں کے حرام ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حدیث شریف کل بدعۃ ضلالۃ میں لفظ بدعت سے لغوی معنی مراد لیا جاتا ہے یا اصطلاحی اگر لغوی معنی مراد لیا جاتا ہے۔ تو کفر و شرک کے معنی بھی لغوی مراد لینا چاہیے۔ اور ہر شے کے انکار پر حق ہو یا ناحق کفر کا فتویٰ دینا چاہیئے اور دو چیزوں کو ملا دینے پر حرام ہو یا حلال شرک کا حکم دینا چاہیئے۔ حالانکہ کسی نے آج تک ایسا وحشیانہ حملہ دولت اسلام پر نہیں کیا۔ اور اگر اصطلاحی معنی مراد لیا جاتا ہے۔ تو دیکھنا یہ

ہے۔ کہ وہ اصطلاح شارع علیہ السّلام سے منقول ہے یا غیر سے اگر محض غیر سے منقول ہے تو بمقابلہ اس اصطلاح کے جو خاص شارع علیہ السّلام سے منقول ہے۔ ہرگز قابل اعتبار متصور نہیں ہو سکتا ہے۔ جیساکہ بعض نقہا کو تسامح واقع ہوا کہ بدعت کی تعریف میں صحت نقل حدیث کی شرط کو داخل کرکے یوں تحریر فرمایا ہے۔ کہ بدعت اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کا حدوث بعد قرون ثلاثہ کے ہوا ہو۔ حالانکہ یہ اصطلاح شارع علیہ السّلام سے منقول نہیں ہے۔ شارع علیہ السّلام سے جو اصطلاح منقول ہے۔ وہ اسی کلیہ سے پیشتر ساتھ ہی ساتھ مذکور ہے یعنی فرمایا جناب سرور کائنات صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ کل محدث بدعۃ اور محدث کی حقیقت معلوم ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے احداث سے احداث ما لیس من الامر مراد لیا ہے۔ جب احداث کا اصطلاحی معنی خود شارع علیہ السّلام سے مقرر ہو گیا۔ تو یہ واہمہ بالکل غلط ٹھہرا کہ بدعت کے معنی میں لغوی معنی بھی داخل ہے۔ جو لوگ بدعت کو باعتبار معنی لغوی کے حسنہ وسیئہ کی طرف تقسیم کرتے ہیں۔ ان کی نظر محض افہام و تفہیم پر رہتی ہے۔ ورنہ شریعت نے یہ موقع نہیں دیا۔ کہ بدعت کو کوئی اصطلاحات اوامر سے مقرر کر سکے۔ یہی منشا ہے کہ جب اس بدعت کو لکھتے ہیں، جو افراد اوامر سے ہے۔ تو خواہ مخواہ لفظ حسنہ سے متصف کر دیتے ہیں۔ اور جب اس بدعت کو لکھتے ہیں جو اصطلاحات نواہی سے ہے تو لفظ سیئہ

سے منصف کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے صرف لفظ بدعت پر اکتفا کرتے ہیں کیوں کہ یہ اصطلاح اخیرہ یعنی بدعت مطلقہ سے بدعت سیئہ مراد لینا شارع علیہ السلام سے منقول ہے جیساکہ مذکور ہوا۔

سوال (۴) ________________

بہ اعتبار معنی لغوی بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف عقلی ہے یا نقلی؟

جواب (۴) ________________

بدعت کی تقسیم حسنہ اور سیئہ کی طرف عقلی و نقلی دونوں ہے۔ عقلی تقسیم کی صورت یہ ہے کہ افہام و تفہیم کی غرض سے بدعت کو معنی لغوی میں لے کر محض عروض حرمت کا اعتبار کیا، عروض حرمت کا اعتبار کرتے ہی بدعت دو قسم پر منقسم ہوگئی۔ ایک وہ بدعت جس کو شارع علیہ السلام نے حرام کیا ہے۔ دوسرے وہ بدعت جس کو شارع علیہ السلام نے حرام نہیں کیا ہے۔ جس کو شارع علیہ السلام نے حرام کیا ہے۔ اس کو فقط بدعت یا بدعت سیئہ کہتے ہیں اور جس کو حرام نہیں کیا اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور نقلی تقسیم کی صورت یہ ہے کہ جب جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے تراویح کی بیس رکعتوں کو جاری کیا تو ارشاد فرمایا کہ نعم البدعۃ یعنی بدعت حسنہ کا استحسان لفظ نعم سے ظاہر فرمایا جیساکہ تمام کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اس روایت سے صاف معلوم ہوگیا۔

کہ بدعت بمعنی لغوی کو حسنہ و سیئہ کی طرف تقسیم کرنا سنت فاروقی ہے
اور موافق مضمون حدیث شریف علیکم بسنتی و سنۃ خلفاء
الراشدین کی سنت فاروق عین سنت نبوی ہے۔ اور اس کے ضمن میں
یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظم کے علم میں جناب سرور عالم صلی
اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے احداث سے جو حدیث مذکورۂ بالا میں داخل
ہے احداث مالیس من الامر مراد لیا تھا۔ اس نظر عمیق سے نہایت
وثوق کے ساتھ پتہ چلتا ہے کہ خود جناب سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم نے احداث کو بمعنی لغوی اختیار فرما کر بدعت سیئہ کو مالیس
من الامر سے ظاہر فرما دیا۔

سوال (۵) ـــــــــــــــــــــــــــ

بدعت کے حسن و قبح کو دریافت کرکے اُس کو مامور بہا یا منہی
عنہا قرار دینا کس کا کام ہے۔

جواب (۵) ـــــــــــــــــــــــــــ

مدارج مجتہدین سے ہر مجتہد کا کام ہے حتیٰ کہ مجتہد فی الکتاب
بھی مستحسنات و مباحات کا استخراج احکام کلیہ سے کر سکتا ہے بشرطیکہ
مجتہد فی الکتاب بوئے خروج و رفض و توہب وغیرہ سے پاک ہو، اور
علمائے زمانہ نے اسکے اجتہاد کو بلا خلاف تسلیم کر لیا ہو "اگر مجتہدوں
کو ایسا وسیع میدان استخراج مسائل کا نہ دیا جائے گا تو امریکہ کے
مسلمانوں کو ان عادات و معاشرات کی حلت و حرمت

معلوم نہیں ہو سکتی جو دیگر ممالک اسلامیہ کے معاشرات وعادات ہیں داخل نہیں ہیں اس توسیع مرتبۂ اجتہاد کی بنیاد پر مسلمانان ہند اپنے بعض معاشرات وعادات کی حلت وحرمت دریافت کرنے کے لئے علمائے عرب وعجم کے محتاج نہیں فقط مجتہدین ہند مثل حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی و شاہ عبدالعزیز و مولانا عبدالحی لکھنوی وغیرہ کا اجتہاد کافی ہے۔ ہاں اگر کسی مسئلہ میں ان مجتہدوں نے اختلاف کیا ہے تو مجوز کا قول بمقابلہ منکر کے مفتیٰ بہ سمجھا جائے گا۔ اس لئے مستحسنات ومباحات میں مجتہد کی نظر وجوہ حرمت وکراہت پر رہتی ہے جب حرمت وکراہت کے وجوہ سے کوئی وجہ نہیں پاتے تو حکم جواز کا دیتے ہیں یا مضائقہ ندارد یا قباحتے نیست لکھ کر اس بات سے مطلع کرتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ کی نسبت تمام وجوہ حرمت وکراہت پر نظر ڈالی ہے۔ اور کوئی ایسی وجہ نہیں پائی۔ اور جو لوگ ایسے محل میں یہ لکھتے ہیں کہ شریعت ساکت ہے۔ یا شرع شریف میں ثابت نہیں ہے یا شریعت میں لا اصل لہ ہے وہ وہابیوں کی تقلید کرتے ہیں اس لئے کہ سکوت شریعت و عدم ثبوت مفید حرمت نہیں بلکہ مفید اباحت ہے۔ اسی وجہ سے مستحسنات ومباحات میں منکرین کا انکار ساقط الاعتبار سمجھا جاتا ہے۔

سوال (۶) ——————
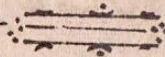
حنفیوں اور وہابیوں میں اختلاف کیوں ہے ؟

جواب (۶) ——————

جب عہد خلافت جناب صدیق اکبرؓ و جناب فاروق اعظمؓ و جناب ذوالنورین رضی اللہ تعالےٰ عنہم میں اسلام کا ستارہ اقبال عرش ترقی پر معراج گزیں تھا۔ تمام امور خلافت و رموز مملکت واشاعت اسلام وتعلیم مختلف الاقوام کے متعلق جو روزآنہ مستحسنات و مباحات کے نئے نئے مسئلے پیش ہوتے تھے ان سب کے احکام کا دارومدار اصحاب کبار خصوصاً خلفائے ثلاثہ کی اس قوت تفقہ د زور اجتہاد پر تھا جو جناب سرور عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیضان صحبت و برکات تربیت سے پیدا تھا اس زمانۂ مقدس کے فتووں کا ذخیرہ علمائے مدینہ کے ہاتھ لگا۔ اور جب زمانۂ خلافت جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالےٰ وجہہ میں دارالخلافتہ کوفہ مقرر ہوا تو اس زمانۂ متبرک کے فتووں کا مجموعہ علمائے کوفہ کے ہاتھ لگا۔ علمائے مدینہ میں حضرت امام مالک برگزیدہ اور سربرآوردہ تھے۔ اس لئے ان کا مذہب مالکی کے نام سے مشہور رہوا۔ اور علمائے کوفہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی مقدس اور نام آور تھے اس لئے ان کا مذہب حنفی کے نام سے مشہور ہوا، علمائے مالکیہ ان احکام سے بھی مطلع تھے۔ جن کو ایک خلیفہ کے بعد دوسرے خلیفہ نے ضرورت وقت کے

لحاظ سے منسوخ کر دیا تھا۔ لیکن خلیفہ چہارم کے منسوخ کردہ احکام سے
بسبب عدم شہرت کے علمائے مدینہ آگاہ نہ تھے۔ علیٰ ہٰذا القیاس مدینہ کے
بعض ناسخ و منسوخ احکام سے علمائے حنفیہ بھی آگاہ نہ تھے، اسی سبب
سے دونوں مذہبوں کے مسائل جزئیہ میں اختلاف کی صورت پیدا،
اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے دونوں اماموں نے نہایت عرق
ریزی کے ساتھ مسائلِ فقہیہ کی احادیث صحیحہ سے تطبیق و توفیق
شروع کی لیکن تمام سعی ناتمام رہی، وجہ یہ تھی کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
نے محض جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالےٰ وجہہ
و حضرت عبد اللہ ابن مسعود انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ان
کے تلامذہ کو کہ یہ حضرات جامع تھے۔ فتاوائے مدینہ و کوفہ کے اور
واقف تھے تمام احکام و احوال زمانۂ رسالت و خلافت راشدہ سے
اپنی صحت حدیث کا مرجع و منتہیٰ مقرر کر لیا تھا۔ اور امام مالک رضؓ نے
بالکل اس کے بالعکس کیا تھا۔ اختلاف رفع ہوتا تو کیوں کر ہوتا آخرکار
دونوں مذہبوں کا اختلاف جو مستحسنات و مباحات کے محض مسائل
جزئیہ میں تھا اختلاف العلماء رحمۃ کے اندر سمجھ لیا گیا۔ اور اسی
اختلاف کیساتھ دونوں مذہب منازل ترقی کو طے کرنے لگے مگر افسوس
کہ اس زمانہ تحقیق و تدقیق و طے منازل ترقی میں بہتر۷۲ مذاہب باطلہ
پیدا ہو گئے تھے جن کو فقہ مالکی و حنفی سے کوئی مدد نہیں ملتی تھی۔
جب ان دونوں مقدس و متبرک فقہ سے مطلب برآری نہ کر سکے تو

محدثانہ لباس میں صورت نما ہوکر وضع احادیث میں وہ دستگاہ حاصل کی کہ اپنے تراشے خرادے مذہب کو اپنے ہی احادیث موضوعہ سے سڈول اور خوشنما کرکے ایک عالم کو اپنا دلدادہ و فریفتہ بنالیا خیر اُن کے مذہب کا ڈھانچہ تیار ہونا تو درکنار آفت یہ ٹوٹ پڑی کہ مالکیہ اور حنفیہ مذہب کے محدثوں کو ثقات سے حدیث کی صحت دشوار ہوگئی اور احادیث موضوعہ کا ثقہ و غیر ثقہ دونوں کے زبانوں پر گزر ہوگیا۔ اسی پر آشوب زمانہ میں امام شافعی نے فقہ حنفی و مالکی کی نہایت احتیاط کے ساتھ دوبارہ احادیث صحیحہ سے تطبیق و توفیق شروع کی جس سے ایک تیسرا مذہب شافعیوں کا پیدا ہوگیا۔ اس مذہب میں فقہ مالکی کا بہت زور ہے۔ وجہ یہ ہے کہ امام شافعی بہ سبب مدنی ہونے کے فقہ مالکی کے مغز سے آگاہ تھے۔ اور فقہ حنفی کے رموز سے بالکل مطلع نہ تھے۔ اس نقص کے رفع کرنے کے لئے حضرت امام شافعی کے شاگرد ارشد امام احمد بن حنبل تیار ہوگئے جس سے چوتھا مذہب بھی پیدا ہوا۔ چونکہ ان چاروں مذہبوں کا اختلاف محض مستحبات و مباحات کے مسائل جزئیہ میں متحقق ہے اس لئے چاروں کا برگزیدہ و مقبول ہونا مسلّم ہے۔ حضرتِ امام احمد بن حنبل کی مسند دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب موصوف نے اکثر مسائل جزئیہ میں امام اعظم کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ اور انھیں امام احمد بن حنبل کی برگزیدگی اور قبولیت دیکھ کر تدوین احادیث صحیحہ کا شوق اکثر محدثوں

نے پیدا کیا۔ چنانچہ امام بخاری بھی امام صاحب موصوف کے شاگردوں اور دیکھنے والوں سے تھے۔ جنھوں نے صحیح بخاری کی تدوین نہایت احتیاط سے کی، لیکن افسوس یہ ہے کہ امام بخاری نے باوصف تقلید امام شافعی کے کسی مذہب کی تحقیقی روشنی کو اپنی ذاتی تحقیقات کا رہنما نہ بنایا۔ اسی طرح امام مسلم بھی ہر مذہب کی تحقیقی آب و تاب سے بالکل الگ تھلگ رہے۔ علیٰ ہذا القیاس امام ترمذی ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ بھی نقل احادیث میں امام بخاری و امام مسلم کے مقلد رہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ توبہ توبہ ائمہ محدثین نے کوئی برا کام کیا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ کیا وہ آئندہ اسلام کے لئے مضر ثابت ہوا یعنی ان کی وہی ذاتی تحقیقات محدثوں کے جھرمٹ میں مضبوط ہوتے ہوتے ان کے دلوں میں غیر مقلدانہ خیالات پیدا کرنے لگی حتےٰ کہ ان خیالات کا اثر مذاہب اربعہ میں پہنچ کر کتب فقہ میں اندھا دھند مچانے لگا۔ اسی طلاطم میں رفتہ رفتہ ابن تیمیہ کا ظہور ہوا۔ اور اس نے عدم تقلید کی بنیاد دنیا میں ڈال دی ہنوز بنیاد ہی بنیاد تھی کہ قاضی شوکانی جیسے پیدا ہوئے، اور اس کی بنیاد کو خوب مضبوط کر دیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ بدون تائید الٰہی کے کسی مذہب کی اشاعت کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اشاعت تو نہ ہوئی مگر اس کا اثر ابن عبدالوہاب نجدی تک نجد میں قائم رہا جس نے نہایت فیاضی سے اس کو امام الوقت بننے کا حوصلہ

مرحمت کیا۔ حوصلہ پاتے ہی خدم وحشم ہمراہ لے کر مکۂ مکرمہ و مدینہ منورہ
پر بلائے بے درماں کی طرح ٹوٹ پڑا۔ خیریت یہ گزری کہ سلطان
وقت نے اُس کا مقابلہ کرکے اس کو تو تہ تیغ کیا۔ اور اوروں کو کان
ناک کاٹ کے نکال دیا اُس کے تصنیفات کو آگ میں پھونک کر خاک
وسیاہ کر دیا۔ ورنہ اُس کی نیت تھی کہ مسجد نبوی کو مسمار و قبۂ
اطہر کو صنم اکبر قرار دے کر بے نشان کر دے۔ اسی واقعۂ ہولناک کے
قریب قریب مولوی اسمٰعیل دہلوی غیر مقلد نے خروج کیا، اور ابن
عبدالوہاب نجدی کی ایک کتاب یعنی کتاب التوحید جو نہیں معلوم
کس وجہ سے محفوظ رہ گئی تھی۔ مولوی صاحب مذکور کے ہاتھ لگی۔
یہاں دہلی میں مولوی صاحب کے جد امجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
نے اپنی محدثانہ چال ڈھال سے پہلے ہی سے لوگوں کو نوہب کا دلدادہ
بنا رکھا تھا۔ کتاب التوحید کے پہونچتے ہی دہلی میں عدم تقلید نے
ایسا زور پکڑا کہ رفتہ رفتہ بڑی بڑی ریاستیں مثل بھوپال و ٹونک
وغیرہ کے اس کی مقبوضہ ہو گئیں۔ ان ریاستوں سے مختلف صورتوں
میں توہب ظہور پذیر ہو کر تمام ہندوستان کی سیر کرنے لگا اس دوڑ
دھوپ میں اس کی خوش نصیبی سے دیوبند کا مدرسہ ہاتھ آیا۔ اب یہ
حال ہے کہ جو اس مدرسہ میں پہونچا فوراً توہب کے سانچہ میں ڈھال دیا
گیا۔ تخریب دین وہاں کے ننھے ننھے بچوں کا کھیل ہے بربادی احناف
وہاں کے چھوٹے چھوٹے لڑکوں کا ادنیٰ تماشا ہے وہ وہ مسئلے سوجھتے

ہیں کہ شیخ نجدی کے جدامجد کو بھی نہ سوجھے ہوں گے ۔ آج امکان
کذب باری تعالےٰ و امکان نظیر کے مسئلے چھیڑتے ہیں ۔ کل نبوت
ورسالت کی تنقیص مراتب میں کوشش کی جاتی ہے ۔ ایک جناب
غوث الثقلین کے دربار میں گستاخیاں کر رہا ہے ۔ دوسرا خواجۂ خواجگان
کی خدمت میں بے باکیاں ۔ خدانخواستہ اگر عقائد کی ادھیڑ بن
سے تھوڑی دیر ساکت رہ کر اعمال کی طرف جھکے تو آج کو احلال
کیا جاتا ہے ۔ کل جواز سود کی فنکر کی جاتی ہے ۔ سنا گیا ہے ۔
کہ مینڈک تو درکنار گوہ کھانے کی اجازت دی جاتی ہے کبھی
خبر آتی ہے کہ متعہ اور تقیہ جائز کرنے کی تدبیر کی جاتی ہے غرض
عقائد ہو یا اعمال جس طرف مائل ہوئے اس کی ایسی خبر لی کہ الامان
والحفیظ ۔ لیکن احناف کے قلوب فقط عقائد کے خبر لینے سے
دکھتے ہیں اگر متبعین شیخ نجد عقائد حقہ کے مٹانے سے باز رہتے
تو فقط اعمال مختلف فیہ کے درہم برہم کرنے سے احناف میں اتنی بےچینی
نہ پھیلتی ۔ اگرچہ نجدیوں کو یہ اقرار کرنا سخت دشوار ہے ۔ کہ عقائد
اسلامیہ کی دولت پر ہم ڈاکے پر ڈاکے مار رہے ہیں ۔ کیوں کہ اپنا
عیب کسی کو نظر نہیں آتا ۔ لیکن جب سر جہ گریباں ہو کر تھوڑی دیر
غور کریں گے تو یہ امر مثل آفتاب کے روشن ہو جائے گا ۔ کہ بیشک یہ
ہماری ناشائستہ حرکت زمرۂ احناف میں بے امنی کا سبب ہے ۔
واللہ ثم باللہ اسی بے امنی سے زمرۂ احناف کو آج یہ روزِ سیاہ

دیکھنا پڑا کہ بیچارے اپنے اپنے پیران سلسلہ کی تحقیر و تضحیک کا
ہولناک منظر اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور خون جگر پی کر رہ جاتے
ہیں اور دن رات وہابیوں کے ہاتھ سے اے توبہ بلکہ نجدیوں کے
اس شمشیر زباں سے جس میں کافر و مشرک و بدعتی بنانے کا جوہر ہے
زخمی ہوتے ہیں اور فلک کج رفتار و چرخ جفا شعار کو دیکھ کر رو دیتے
ہیں یہ تو عوام کا حال ہے، خواص کا حال اس سے زیادہ افسوسناک
ہے۔ اس لئے کہ دو مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے ہیں ادھر عوام احناف
پر دست شفقت رکھنا ادھر نجدیوں سے خم ٹھوک کر مناظرہ کرنے
کو تیار ہونا اگر اسی عذاب میں وہابیوں کی جان پڑ جاتی تو اشاعت
کتب عقائد باطلہ کا موقع ان کو نہ ملتا۔ میرے خیال میں اس اشاعت
سے وہابیوں کو تھوڑی بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ یعنی عوام
احناف کو وہابیوں کے منہ سے صحاح ستہ کے اسما سنتے ہی اپنا
مذہب کمزور نظر آنے لگا۔ حالانکہ مذاہب اربعہ دلائل اربعہ سے مضبوط
و مستحکم ہیں۔ اس موجودہ حالت کو سمجھ بوجھ شخص یہ رائے قائم
کر سکتا ہے کہ حنفیوں اور وہابیوں میں اختلاف پیدا ہونے کی وجہ یہ
ہے کہ وہابیوں نے جامعین فن حدیث کو اپنے مدعا کے مطابق پاکے
اور کتب فقہ کے بعض تسامحات سے استمداد کا موقع دیکھ کے مذہب
ابن تیمیہ و قاضی شوکانی و محمد بن عبدالوہاب نجدی کے احداث کا
بیڑا اٹھایا ہے۔ اور حنفیوں نے تھوڑی بہت اس کی روک ٹوک کی

اسی حالت میں علمائے احناف نے ان مسائل کی خوب اچھی طرح چھان بین کر دی جن پر فرقہ نجدیہ کے عقائد ضالہ کا اثر پڑتا تھا۔ اور حقیقت میں عقائد حقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسے قیام مولود شریف و جواز فاتحہ مروجہ وغیرہ۔ چوں کہ اس وقت ہماری گفتگو جواز فاتحہ میں ہے اس لئے تمام مسئلوں کو چھوڑ چھاڑ کر جواز فاتحہ کے متعلق اس قدر کہنا اور مناسب سمجھتے ہیں کہ فاتحہ مروجہ کی حرمت ادلۂ اربعہ سے ثابت نہیں ہو سکتی اس مسئلہ میں وہابیوں کی مخالفت شاید اس بنیاد پر ہے۔ کہ احناف کو ارواح اولیا و شہدا سے استفادہ و استفاضہ کا موقع باقی نہ رہے۔

سوال (۷) ——————

اگر فاتحہ مروجہ کو عقیدۂ باطلہ کا ایہام عارض ہو تو وہ واجب الترک ہے یا نہیں ؟

جواب (۷) ——————

مانحن فیہ میں ایہام کا عارض ہونا نفس الامر کے بالکل خلاف ہے کوئی عقل سلیم تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ کسی عقیدۂ باطلہ کے باعث بانی نے فاتحہ مروجہ کو رواج دیا ہے اور اگر ایہام کا ظہور زمانۂ بناء فاتحہ مروجہ کے بعد ہوا ہے۔ تو اس مقام پر عقیدۂ باطلہ کا ثبوت محال ہے۔ جہاں تک استقرار کیا جاتا ہے۔ ارواح اموات کے بارے میں تمام اہل اسلام کا یہ اعتقاد پایا جاتا ہے کہ

ارواح عامہ مسلمین سے ارواح صالحین کو اور ارواح صالحین سے ارواح شہدا کو اور ارواح شہدا سے ارواح صدیقین کو اور ارواح صدیقین سے، ارواح انبیا و مرسلین کو اور تمام انبیا و مرسلین سے روح پر فتوح جناب سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر انبساطی حالت حاصل ہے اور یہ اعتقاد نہ عقل کے خلاف ہے نہ نقل کے کما صرح بہ المحققون جب عقل و نقل کے خلاف یہ اعتقاد نہ ٹھہرا تو اس عقیدۂ حقہ کا ایہام اگر فاتحہ مروجہ کو عارض ہے تو وہابیوں کا کیا بگڑتا ہے جو خواہ مخواہ اس کے عدم جواز کے لئے کمربستہ تیار ہیں۔ اور اگر وہابیوں کے نزدیک یہ عقیدہ، عقیدۂ باطلہ ہے تو احناف کو اظہار عقیدۂ مذکورہ کی غرض فاتحہ مروجہ کو مستحسن و مستحب سمجھنا چاہیئے۔ الحاصل جب تک فاتحہ مروجہ میں ایہام عقیدۂ باطلہ کا عروض ثابت نہ ہو فاتحۂ مروجہ واجب الترک کیوں کر ہو سکتا ہے۔ جنھوں فاتحہ مروجہ کے عدم جواز پر حدیث شریف من تشبہ بقوم فھو منھم سے استدلال کیا ہے، وہ حدیث شریف کے محقق معنی سے دور چلے گئے ہیں تمام علمائے فقہ کا اتفاق ہے کہ من تشبہ کا اطلاق بغیر وجود قصد و ارادہ کے کسی شے پر صحیح نہیں ہو سکتا۔ فاتحہ مروجہ میں ہرگز تشبہ مقصود و مراد نہیں ہے۔
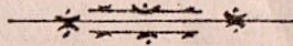
سوال (۸)

یہ اعتقاد رکھنا کہ ارواح اموات وقت فاتحہ خوانی کے ماکول و مشروب سے متلذذ ہوتی ہیں حق ہے یا باطل۔

جواب (۸)

بادی النظر میں اس سوال سے دو بحثیں قائم ہوتی ہیں۔ اول مجیئۃ الروح عند ایصال الثواب دوم تلذذ الروح من الماکول والمشروب لیکن جب امعان نظر و دقت بصر سے کام لیا جاتا ہے تو دونوں بحثوں کا منشا ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سائل پوچھتا ہے کہ جن امور کا کالبد عنصری سے عالم حیات میں تعلق رہتا ہے۔ بعد ممات کے محض روح سے ان کا تعلق ثابت ہے یا نہیں میرے نزدیک جو لوگ سوال و جواب نکیرین و فشار قبر و عذاب گور و ادراک آواز السلام علیکم یا اہل القبور و دیگر مسائل متعلق عالم برزخ پر غور کرنے سے عاجز نہیں ہیں، وہ یقین کرلیں گے کہ بیشک بعد ممات کے روح کی قوت دراکہ بدون تعلق آلات جسمانی و اعضائے عنصری کے اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ ہر فعل و ہر شئے کی کیفیت سے متکیف ہوتی ہے اگر یہ اعتقاد نہ رکھا جائے گا۔ تو تمام مسائل عالم برزخ کے بے نام و نشان ہو جائیں گے۔ طرفہ یہ ہے کہ عقل بھی ان مسائل شرعیہ کی رہنما ہے اس لئے کہ تمام عقلا نے تسلیم کرلیا ہے کہ جسم کثیف سے جسم لطیف کی قوت زیادہ

ہوتی ہے جب ارواح عامہ مسلمین کے لئے یہ قوت دراکہ عقلاً و نقلاً
مسلم ہے تو ارواح صالحین وشہدا و صدیقین وانبیا کا کیا کہنا ہے
خود حق سبحانہ وتعالیٰ شہدا کی شان میں فرماتے ہیں۔ بل احیاء
ولکن لاتشعرون اور بل احیاء عند ربھم یرزقون۔
جب طبقۂ شہدا کی قوت دراکہ کا یہ حال ہے کہ اطلاق احیا کا ان پر
بالنص ثابت ہے تو صدیقین اور انبیا کے طبقات جو طبقہ شہدا سے
بالاتر ہیں، حصول قوت دراکہ میں نص سے کیوں کر بہ نسبت طبقۂ
شہدا کے بالاتر متصور نہ ہوں گے۔ الحاصل اگر استبعاد مجیئت و
تلذذ روح کا صرف اس بنیاد پر ہے۔ کہ بعد ترک قالب خاکی کے
محض روح سے افعال جسمانی کا تعلق ہونا بادی النظر میں غیر محقق
ہے تو بدایت نظر کے فرضی اور وہمی میدان سے الگ تھلگ ہو کر
انھیں مسائل شرعیہ کو پیش کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ بے شک ارواح
اموات ایصال ثواب کے وقت اپنی قوت دراکہ کی بدولت ضبط ہوتی
ہیں کہ اس میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کہ ہم اس کو
استعارتاً ان الفاظ سے کہہ سکتے ہیں۔ جن کو واضعین نے محض افعال
بشری کے لئے موضوع کئے ہیں، وہ سرابستان قال کے رہنے
والے جو نورس حال سے بھی متلذذ ہو کر اسلام کے سچے شیدائی بنے
ہیں۔ شہدا و صدیقین وانبیا کی قوت دراکہ سے یہ نتیجہ پیدا کر سکتے
ہیں۔ کہ بے شک ایصال ثواب کے وقت ارواح طبقات عالیہ کی

حالت انبساطی باعث نزول برکات وانوار وجدانی ہے۔ اس
بنیاد پر طبقات عالیہ کے فاتحہ کی شیرینی تبرک ہونے سے علیحدہ
نہیں رہ سکتی اور باوصف ان براہین قاطعہ کے اگر کسی بخدی کا
دماغ ان انوار حقانیت کی ادراک سے عاجز ہے تو سوال مذکورہ
کے جواب میں ہمیں یہ کہنا خلاف نہیں ہے۔ کہ سائل کا سوال
نفس الامر سے بالکل علیحدہ ہے۔ افراد اسلام سے کوئی فرد
اس بات کا کہنے والا نہیں ہے۔ کہ وقت فاتحہ خوانی کے خواہ مخواہ
روح ہماری طرح آتی جاتی ہے یا کھاتی پیتی ہے یہ سب بخدیوں
کا بہتان ہے۔

سوال (۹) ________________

عبادات مالی و بدنی کا ثواب اموات کو ملتا ہے یا نہیں ؟

جواب (۹) ________________

یہ مسئلہ اہل حدیث میں کبھی مختلف فیہ نہ تھا اور نہ ہے جمہور
محدثین کا ہمیشہ اتفاق رہا کہ عبادت مالی و بدنی کا ثواب اموات
کو ملتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس عبادت مالی کا ثواب اموات کو
پہونچنا عند الفقہا بھی مختلف فیہ نہیں ہے۔ ہاں شروع شروع
زمانے میں فقہا کے نزدیک عبادت بدنی کا ثواب مختلف فیہ
تھا۔ لیکن بہت جلد اختلاف رفع ہوگیا اور جمہور فقہا کا اتفاق
ہوگیا کہ عبادات مالی کی طرح عبادات بدنی کا ثواب بھی اموات

کو ملتا ہے۔ جب ایصال ثواب بالکلیہ مشروع و مستحسن ہے تو
اس کا عوض جس فعل وجس صورت مباحہ کو ہوگا اس کا استحسان
اگر بفرض محال جاتا رہا تو اباحت کیوں کر جاتی رہے گی، جو لوگ تعین
وتخصیص والتزام واہتمام کے وجہ سے خواہ مخواہ اس فاتحہ مروجہ
کو حرام کہتے ہیں، تو یہ رائے محدثین یا فقہا کی اوراد وظائف و
اذکار واشغال وغیرہ میں لینے سے کس کس چیز کو حرام کہیں گے۔
معاذ اللہ۔ انھیں خیالات کا یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ آج اشغال و
اذکار سے انکار کیا۔ کل تقلید سے علیحدہ ہوئے۔ غرض روز ایک
نہ ایک نفس پرستی کے دام میں پھنس کر اس صراط مستقیم سے
بالکل علیحدہ ہو گئے جس میں فقہا اور محدثین کے سوائے اولیائے
عظام و مشائخ کرام کی جھرمٹ کا خوشنما منظر انوار حقانیت کے
رنگ روپ دل لبھانے کو تسخیر کا نقشہ کھینچ رہا ہے۔ اس مقام
پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ باوصف اس علم کے
کہ فاتحہ مروجہ کے جواز پر تمام احنافِ ہندوستان کا اتفاق ہے
اور بعض مجتہدین ہند نے اس کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیا
التزام واہتمام وغیرہ کی وجہ سے فاتحہ مروجہ کو حرام کہتے ہیں
بے شک انھوں نے عدم تقلید کے جرم کو آسان سمجھ لیا ہے
اور اپنا قدم توہب کے پہلے زینے پر رکھ دیا ہے۔ قریب ہے
کہ مراقبات و مکاشفات اولیاء اللہ سے انکار کریں،

اور رفتہ رفتہ دربار رسالت میں پہونچ کر تمام عقائد اسلامی کے جواہر کو تیتر بتیر کردیں نعوذ باللہ من ذالک سچ تو یہ ہے کہ ایسے گروہ مانع بالخیر کو جو ایصال ثواب کا طریقہ بدون کسی دلیل شرعی کے بند کرے، غیر مقلد اور وہابی کہنا نامناسب نہیں، بلکہ مناسب اور انسب ہے۔

سوال (۱۰) ——————

فاتحہ مروجہ یعنی ماکول یا مشروب سامنے رکھ کر آیات قرآنی یعنی درود شریف و سورۂ فاتحہ وغیرہ پڑھنا اور اس کا ثواب مُردوں کو پہونچانا جائز ہے یا نہیں ؟

جواب (۱۰) ——————

جائز ہے اور جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جہاں تک غور کیا جاتا ہے صورت اس عمل خیر کی عبادت مالی و عبادت بدنی دونوں سے مرکب پائی جاتی ہے اور ترکیب دونوں عبادتوں کی نامشروع نہیں اس لئے کہ اجتماع دو عبادتوں کا بعض اوقات میں خود شریعت نے جائز رکھا ہے۔ جیسے کوئی صائم حالت صوم میں زکوٰۃ ادا کرے تو شریعت اس کو ناجائز نہیں کہے گی، علاوہ بریں جناب امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کا نماز کے اندر کسی مسکین کو انگشتری عطا فرمانا محققین ارباب سیر سے ثابت ہے جب فقدان وجوہ حرمت

وکراہت جواز فاتحۂ مروّجہ و اجتماع عبادت مالی و بدنی کے لئے کافی ہے۔ تو اس روایت مذکورہ سے اگر جواز کا رخ استحسان کیطرف نہ ہوگا۔ تو خود جواز کیوں کر ضعیف و بے اصل ہو جائے گا۔ رہی یہ بات کہ ماکول و مشروب کو سامنے رکھنے کی کیا ضرورت ہے، تو اُس کے جواب میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ سلب ضرورت جانبین سے ہے، نہ سامنے رکھنے کی ضرورت ہے نہ نہ رکھنے کی، جب دونوں برابر ہیں تو دیکھنا یہ چاہیئے کہ مصلحت شرعی یعنی احتیاط و تقوے اکس طرف ہے انصاف کے نزدیک قبل از قرأت درود و سورۂ فاتحہ وغیرہ کے مقدار خیرات کو مقرر کر دینا اور قاری کے سامنے رکھ کر پھر اس سے بالکل بے تعلق ہوجانا اور فوراً اس کو اپنے محل پر صرف کر دینا یہ سب باتیں مفید احتیاط و تقوے ہیں بخلاف صورت معکوسہ کے کہ اس میں احتیاط و تقوے کا بالکل لحاظ نہیں ہے۔ الحاصل اگر موصل کو عبادت مالی و بدنی دونوں کا ایصال مدنظر ہے تو ماکول و مشروب کا وقت فاتحہ خوانی کے سامنے رکھنا نہ رکھنے سے اولیٰ و انسب ہے۔ لطف یہ ہے کہ فعل شوائب کفر و شرک سے بھی بالکل مبرّا ہے جیسے پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ کسی عقیدۂ باطلہ کا ایہام اس مقام پر ممکن نہیں ہے اور نہ عقیدۂ باطلہ کا ایہام عندالعقل

ثواب پہونچانا چاہیے اس کو بمقتضائے احتیاط و تقوےٰ لازم ہے کہ عبادت بدنی و مالی کو مرکب کرے، اس لئے کہ عبادات مرکبہ کا ثواب عند الجمہور پہونچتا ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ عبادت تین قسموں پر منقسم ہے۔ بدنی جیسے نماز و روزہ مالی جیسے زکوٰۃ، مرکب جیسے حج۔ اور نیابت و خلافت عبادت بدنی میں، عند الشرع جاری نہیں ہے، مالی اور مرکب میں جاری ہے۔ اسی بنیاد پر علےٰ قول المشہور امام اعظم و امام مالک و امام شافعی کے نزدیک محض عبادت بدنی کا ثواب نہیں پہونچتا۔ صرف امام احمد بن حنبل کے نزدیک پہونچتا ہے۔ جب تین تین اماموں کی رائے متفق ہے تو عبادت بدنی کا ثواب پہونچانے کی غرض سے عبادت مالی کو شریک کر لینا ضرورت شرعی کا مقتضا اور مفید احتیاط و تقویٰ ہوا اب رہی یہ بات کہ جس چیز پر فاتحہ ہوتا ہے، اس کا کھانا بنی ہاشم و اغنیا کو بھی جائز ہے یا نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ شرع شریف میں دعوت کے تین اقسام ہیں۔ دعوت ہدیہ، دعوت ضیافت، دعوت صدقہ، دعوت ہدیہ محض بنی ہاشم و اغنیا کے واسطے ہے اور دعوت صدقہ محض مساکین و غربا کے واسطے اور دعوت ضیافت میں دعوت ہدیہ اور دعوت صدقہ دونوں داخل ہیں، فاتحہ مروجہ میں تینوں دعوتوں کا

رواج ہے۔ انبیاء علیہم السلام وصدیقین وشہدا وصلحا کے
فاتحہ میں دعوت ہدیہ ودعوت ضیافت معمول ہے۔ اور عامۂ
مسلمین کے فاتحہ ہیں دعوت ضیافت ودعوت صدقہ معمول
ہے، جو لوگ فاتحہ کی چیزوں کو خاص مساکین کا حق متصور
کرکے اغنیا کو اس کے استعمال سے روکتے ہیں وہ شریعت حقہ
کو اپنے دامن تعصب میں چھپا کر اپنے مذہب باطلہ کی حمایت
کرتے ہیں الحاصل مقلدین کو اس فاتحۂ مروجہ کے جواز میں
کسی طرح شک نہ کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ جواز فاتحۂ مروجہ پر
مشاہیر علما کا قولاً وفعلاً عمل ہے چنانچہ تمام علمائے فرنگی محل
عملی طور پر فاتحۂ مروجہ کے ہمیشہ سے پابند ہیں، مولانا شاہ
سلامۃ اللہ صاحب کانپوری فاتحۂ پیران پیر میں بڑا اہتمام اور
مبالغہ کرتے تھے مشہور ہے مولانا مفتی عنایت احمد صاحب
بھی فاتحہ مروجہ کو ناجائز نہیں فرماتے تھے۔ مولانا حیدر علی صاحب
نے جابجا تصنیفات میں لکھا ہے کہ فاتحہ مروجہ میں کوئی مضائقہ
نہیں ہے۔ اور جناب مولانا فضل الرحمن صاحب بھی جائز فرماتے
ہیں۔ جناب شیخ المفسرین خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز
صاحب محدث دہلوی نے دربارۂ جواز فاتحہ مروجہ کے
مختلف الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ اگر شاہ صاحب موصوف
کے تمام اقوال درج رسالہ کئے جائیں تو اطناب اور تطویل کا

خوف ہے لہذا استدلالاً ایک قول درج رسالہ کرتا ہوں۔ فتاوے عزیزی جلد اول مطبوعۂ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۷۵۔ سطر ۱۹۔ طعامے کہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمائندہ برآں فاتحہ و قل درود خوانند تبرک میشود خوردن آں بسیار خوب است۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔ پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔

تمت
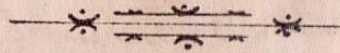
خوشخبری

سرزمین اکبرپور ضلع فیض آباد میں غریب نواز پبلیکیشنز
کا قیام عمل میں آچکا ہے جہاں سے مسلک اہلسنت والجماعت
کی کتابیں بآسانی دستیاب ہوسکتی ہیں۔ اور اب تک
جن کتابوں کی طباعت نہیں ہوسکی ہے یا جو کتابیں نایاب
ہوچکی ہیں ان کی طباعت کا کام بھی شروع ہوچکا ہے ہماری
تمام مکتبہ والوں سے گذارش ہے وہ غریب نواز پبلیکیشنز سے
رابطہ پیدا کرکے سنیت کی ترویج واشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

فقط

غریب نواز پبلیکیشنز

سمنان پریس اکبرپور ضلع فیض آباد

ملنے کے پتے:

(۱) مکتبہ فیضان جامعہ اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد
(۲) مکتبہ جہانگیری کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد
(۳) مکتبہ لطیفیہ نزد جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

خوف ہے لہذا استدلالاً ایک قول درج رسالہ کرتا ہوں، فتاوے عزیزی جلد اول مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۷۵، سطر ۱۹۔ طعامے کہ ثواب آن نیاز حضرت امامین نمائندہ برآں فاتحہ وقل درود خوانند تبرک میشود خوردن آں بسیار خوب است۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب انتباہ فے سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں۔ پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند حاجت از خدائے تعالیٰ سوال نمایند۔

Please Like, Download, Share and Subscribed
For Eisal e Sawaab All Muslims (Sunni Muslims)

YouTube Channel
http://www.youtube.com/c/AaleRasoolAhmad

Follow on Twitter
www.twitter.com/aalerasoolahmad

Email
aalerasoolahmad@gmail.com

Facebook Page
www.facebook.com/aalerasoolahmad

Blogger
www.aalerasoolahmad.blogspot.com

Linkedin
aalerasoolahmad

Scribd
www.scribd.com/aale8rasool8ahmad

Slideshare
www.slideshare.net/mdalerasool

Priterest
www.pinterest.com/aalerasoolahmad

حضرت سیدنا امام حسین اور یزید پلید بن معاویہ خالدی اموی

हुज़ूर का साया न था

حیات سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

خانوادۂ اشرفیہ کی عالمی درسگاہیں

Ashrafi Dulha (Roman Urdu)
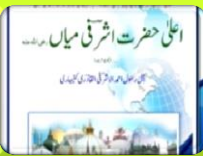
اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھو چھوی رضی اللہ عنہ
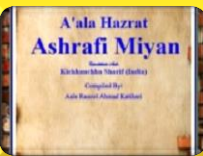
A'ala Hazrat Ashrafi Miyan (English)

देवबंदियों की
रसूल दुश्मनी की ताज़ा मसाल

فیشن اور پردہ

مؤلف حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی

इमाम अहमद रज़ा खां अलैहिर्रहमा

देवबंदियों की नज़र में (हिंदी)

حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ کا امام کون؟

زکوٰۃ اور صدقۂ فطر

Ashrafi Dulha (Roman Urdu)

شب برات آزادی کی رات

Aala Hazrat Aur Radd e Bid'at

(Roman Urdu)

अक़ीदा ए इल्म ए गैब

और देवबंद की क़लाबज़ियाँ (हिंदी)

حاجی سید عبد الرزاق نور العین الحسنی والحسینی
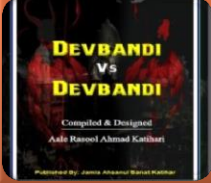
Devbandi Vs Devbandi

شجرہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ

کرامات سید سلطان اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ
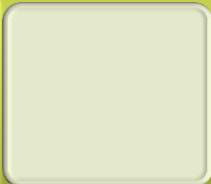
اشرفی پنج سورہ (زیر ترتیب)

Scribd: www.scribd.com/aale8rasool8ahmad

Slideshare:www.slidshare.net/mdalerasool

www.archive.com/aale_rasool_ahmad

www.aalerasoolamad.blogspost.com